

شماره ۲
جلد ۲
۲۵ رمضان

اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ

منشور محمدی است مطابق بر مان

منشور محمدی است مطابق بر مان

منشور رسولان همه محتاج بخاتم
نوریت بلا توریہ انجیل و مجبیل

با خاتم و مہر آمدہ منشور محمدی
گویان صفت و یتیم و یتیم و یتیم

منشور محمدی

تائید محمدی و مہر آمدہ منشور محمدی

منشور محمدی است مطابق بر مان

توقع خط آیت منشور محمدی
چون گفت علم رایت منشور محمدی

فرمان رسولان سلف ساخته مرفوع
نوریت و ہم انجیل و یتیم و یتیم

قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل فی رسول اللہ الیکم مصداقا لما بین یدین التورہ و المبشر برسول ینبئ من بعدی
قیمت سالانہ منشور کی مع حصول اک جہ ہی جن خیر خواہان بن محمدی کو اسکی خریداری منظور ہو اسانیشکی سے آقا فرماوین اور اگر کچھ نوشت و خود و تحریر
مضامین و لغت و غیرہ منظور ہو تو ان مضامین کو بخط واضح تحریر فرمائے ہم نام محمد شریف تہم مطبع و اخبار منشور محمدی واقع معرکہ بکھورہ خانہ فرماوین
اگر عالی ہم حضرت زرقیت یا علیہ روانہ فرماوین تو بذریعہ نوایمانی آرڈر دیا گئے نصف آنہ بزیا دتی فی روپیہ نصف آنہ بصیغہ حسری ارسال فرماوین

عزل

منشور

حمد حق کا زبان پہ جاری بنی
نعت اسکی زبان ہی ہر دم
نام سے جکے آج کل منشور
ہی یہ منشور بادشاہ امم
اسمین اثبات ین ہی کامل
اسکے انور سے نہیں ہی عجب
شمس تابان کو جب کرے ستور
اسکا ایسا ہی لعلہ تابان
اسکے ان سے ہیں سب تمنائی

وصف جبکی جناب باری ہی
وصف جبکی ہی شافع عالم
اہل باطل یہ ہو گیا منصور
جس لوہ افروز جملہ عالم
رو شبہات کچھ دو جاہل
شمس گھٹ گھٹ کے گرنے کو کب
کیون کو کب کو وہ کرے بی نور
ظلمت افشان بنے ہی نور افشان
چاہتے سب میں لیک عیسائی

بی سیر فلک بار جو ختم الم سلین کھلے
مرد خورشید یا حور و پر پی ہو خواہ تو
بسکنا وہ تو عالم میں ہر عالمی کھلے
دین ہون طوطی شیریں سخن ہر عالم
جوس ہر رنگے ہت حمد بیان نام
دہان ہر گرم وصف حسن اخلاق محمدی
بشارت
تمہیں اہل دین کیون حمد محمدی کھلے
مسلمان ہوں الہی و در کیا ہی تری کھلے

تو استقبال کہ قدوسی عزت میں کھلے
تہیں نام خلاسا حسینون حسین کھلے
شفیع لہذہ نہیں کھلے تو ختم الم سلین کھلے
جو سیر ہر زبان کھلے تو اک روح الامین کھلے
ابھی جا رہے ہر گلشن خلد برین کھلے
دہان کفر و صل علی اہل دین کھلے
مردار شاہ طاو دا و یاد سین کھلے
مرد سلمان حمت رحمۃ للعالمین کھلے
زبان کا طیب جو وقت و اہلیہ کھلے

باجو کہ تینہ و سکنس شاہد ہوتا ہی۔ چونکہ یہ دونوں
 برابری اور ہم نامی کا یہ منقہ ہوتے ہیں۔ وہاں یہ تین
 کہ اور تریلیہ کی کہ ہوتا خیر میں دالنے کے لئے اتالیہ کی ساتھ
 و گاہ کہتے ہیں کہ وہیں ساتھ و گاہ کہتے ہیں کہ ہر دو
 کے ساتھ دوست و اتفاق کیا ہی۔ ایک دوسری بات
 یعنی نئی شہر ہو لیکن اوٹریا کی پادار کو لینے کے لئے
 لشکر کو سرپستان جو رکاز چاہتا ہی واسطے اس سے سرپستان
 کے ساتھ ہی اتفاق کیا ہی۔ دیونان بھی بعض اطراف کو
 جو کہ کو کر کے اس کو دیو یا ہی یا نہیں دیا لینے کے واسطے
 بلکہ یہ خود متلاذ کو بھی تقسیم کرنے کے لئے جبل اس کے ساتھ
 مخفی طور پر خبر دے دیا ہی سرپستان بھی گویا طوفان بنو کے
 تہذیب و تمدن سے خلاص ہو گئے تھے و شہر (برذران) کو
 گویا وہ خدیج الزمان سرپستان کا پائنت تھا و موقع
 (پرشتین) و اس کو بے کو بھی خط کر نیکی واسطے یونان

کے ساتھ اتفاق کر لیا جاتا ہے۔
 اگر فی الحقیقت اوٹریا و ریشہ اتالیہ دینا میں
 اتفاق کا جو مضمون ہو دران صورت شک و شبہ
 و اسی لئے کہ اتفاق نہ کو بحر تقسیم روم اعلیٰ و دوسری
 چیز کے لئے نہیں ہے و محتمل کہ تقسیم مذکورہ میں ولایت
 تو اس میں داخل ہو۔
 و لیکن اتفاق نہ کو دیکھو ایک دوسری بازی اور بھی زیادہ
 قریب الازمان خاطر میں آتی ہے یعنی یہ بازی وہ بازی
 بنو کہ جب کو پرانی سمارق پس پردہ ابتدا سے کھیل رہی

یونان کے لئے ہر سفید کے اور ایک بندہ ہر سفید
 و لازم ہی مگر یہ ایسی ایک بندہ کو مالک ہونے کے لئے
 رفاہ کی طرف یعنی سلطان مؤرخ کے مالک ہوتا ہے
 سب کو شمش کر رہی وہاں مالک مالک کی قوت ہی
 جیسی کہ دوات انگریزی ہی نہیں ہی اس سب سے بہرہ
 رفاہ کا بندر المانیہ کے کام میں آیا، نہیں آگیا کہ
 جیسا کہ عربوں کی یعنی سلطان مغرب کی کام میں آدیا۔
 باوجودکہ المانیہ ایک ایسا ہی بندہ چاہتا ہی کہ وہ بندہ
 شہد المانیہ ہی کا بندہ ہو۔ درآن صورت آیا بحر سفید کا
 ایسا کوئی طرف نہیں ہی کہ مالک المانیہ کو نزدیک ہو
 کیونکہ نہیں۔ برسن سمارق اس کو اچھا جانتا ہی۔ کون
 جانتا ہی کہ المانیہ بندہ ریشہ (و رندان) کو
 کی لڑائی کے اول بھی یہ نظریں رکھ کر اپنے لئے قرار دیتا
 کہ چہ ریشہ کا بندہ اصل اتالیہ کا مال تھا و
 اب اوٹریا کے ماتہ میں پایا جاتا ہی و اصل حق بھی ہے
 کہ اگر بندہ کو ایک دن اوٹریا کے ماتہ سے نکلے لازم
 ہے کہ اس کو پھر اتالیہ تصرف کرے۔ لیکن حق کہاں ہی
 و یہ زمانہ کونسا زمانہ ہی۔ و حق کون پکھانتا ہے۔
 بنا برین آیا المانیہ صغیف اتالیہ کو جو کہ المانیہ دوسرا
 کے درمیان میں حائل ہی مغلوب نہیں کر سکتا ہی۔
 و لیکن اب تو المانیہ کا اتالیہ کے ساتھ کچھ کام نہیں
 چو کہ بندہ (ریشہ) ایوم اوٹریا کے ساتھ ہی
 و اوٹریا کے ماتہ سے لینا تھوڑا سا دشوار ہی۔

یونکہ جو رشتہ درابطہ اتحاد کہ درمیان کیوم و فرانسوا
 رزوف و بھارتی و اندر اسی یونی المانیہ و اوسٹریا کے دو
 حکمران دونوں کی دوز ہے وزیروں میں ہی اکو
 تو زمانہ نہیں چاہتے ہیں بلکہ روز بروز انہیں اور بھی محبت
 زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ پس اسکا چارہ کیسا ہوگا۔ بہت
 آسانی سے کیسا۔ ارے بھائی شرق کے مسئلہ کو میدان
 میں نہیں دیکھتے ہو۔ شرق کی کسی ایک گوشہ سے
 ایک بندر مثلاً بندر سلانیک کو اوسٹریا لیگا دجائی اسکی
 (راہتہ) کو المانیہ تسخیر کرے گا۔ یہہ کوئی مشکل بات نہیں
 ہے۔ گرچہ آدمی کا تصور قبول نہیں کرتا ہی کہ اس قدر
 حتی ذرا راستی دنیا میں ہوگی اور دوسری دولتوں
 بھی اس باہین وقت نگرینگی۔ ولیکن اوسٹریا بوسینہ
 و ہرک میں داخل ہو کر اے بھی قدم رکھنا چاہتا ہے
 علی الخصوص شہر ویانہ یعنی اوسٹریا کے دارالحکومت کی
 کثرت بھی بصورت آشکار بیان کرتے ہیں کہ اوسٹریا تیرہ
 و سلاہک میں داخل ہونگی نیت رکھتا ہے جبکہ ایسے
 پس اسکو ہم اتفاق اوسٹریا و المانیہ کہیں اور کیٹیا
 اگر دولت اوسٹریا و المانیہ کا اتفاق صحیح ہو
 درامضورت اس بات کو بھی جانتا لازم ہی کہ آیا
 اس اتفاق میں دولت روسیہ و اتالیما بھی داخل
 ہیں یا نہیں کر داخل ہیں آیا کس شرط سے و کونسی
 حکامات سے داخل ہے۔ و انکھان و فرانس
 بھی اس اتفاق سے خبردار۔ بین یانہ و اگر خبردار ہیں

درامضورت انکا افکار کیسا ہی۔ و الحاصل ہم مسئلہ
 بہت دراز ہونگی سب سے اس باب میں خاموشی کو اختیار
 کرنا اور بہتر ہے۔ بہر صورت لندن میں مجلس اعلیٰ میں
 انگریزوں کی ایک کارشناس و کاراز مودہ بھی ایسا
 اعتراف کیا کہ جو اتفاق کہ شرقی کے باہین بعض دولتوں
 میں ہوا ہی گرچہ اب تک اتفاق مذکور نہیں ہوا باوجود
 اسکی مخفی بھی نہیں رہا ہے۔ انکھان کے اتفاق کو بھی
 وقت کر لازم ہی چونکہ انکھان نے تنہا انا طول کے
 اسلحات کے لئے دولت عثمانیہ کے ساتھ اتفاق کیا
 و روم ایلی کا اس میں کچھ ذکر بھی نہیں ہے۔ اب دیکھنا
 چاہئے کہ ماور زمانہ کیسی فرزندار جہد کو دنیا میں لائگی
 و احوال زمانہ کس طرح پر نظام و انتظام پائیگا۔
 فی الجملہ کا ذامور عالم و نظام و انتظام بنی آدم
 جناب واجب الوجود کی یہ قدرت میں ہی جو کہ وہ
 چاہیگا وہی ہو و یگانہ نظم ماورچہ خیالیم و فلک
 درچہ خیالیم ماخام خیالیم و فلک پختہ خیالیم
 مردم ہمہ از دست فلک می نالند و کاریکہ خدا
 کند فلک چہ خیالیم فقط و ترجمان شرقی

سفیر

سیفر المانیہ مسٹی پرنس با چھ روز جمعہ گذشتہ
 دار الخلافہ استانبول میں وارد ہوا۔ و روز
 یکشنبہ بدولتخانہ جناب صدر اعظم کو جا کر صدر اعظم
 کے ساتھ ملاقات کی فقط و

منہج محمدی

عروج و نزول اوج شرف کس مرتبہ آیا
تہیں بودہ ای شاہ دین رضا
قیامت کا
۷۔ معجزاتی اسکے فیض سے محکم
محمد مکی کر سی عرش برین نکلے
ہام عالم افضل بعد رب العالمین نکلے
شفا کے لئے جدم شفیع لہ نہیں نکلے
سی جسکے عجاہر سخن کے خوش چین نکلے

تقاضا سے قیمت خبر

اگرچہ پوجہ کم تو جہی دنا دہندی خریداران کے تقاضا سے
قیمت بھی ایک معمولی امر ہو گیا ہنی لیکن ہم خیال اسکے کہ شاید
نادان صاحب جو جی اپنے دل میں خدا کا خوف یا حق العباد سمجھ کر
راہ راست پر تاجین ہمیشہ کے تقاضے کو اچھا نہیں سمجھتے گاہے
ماہے لگتے ہیں یا بوسیدہ خطوط تقاضا کرتے ہیں مگر حضرات
تامہ ہند ایسے نا خدا ترس ہیں کہ وہ کچھ بھی خیال میں نہیں لاتے
اور ہمیشہ امر و زہد کے وعدہ پر مائلے جاتے ہیں یا اثر سخت تقاضا
مواثر اخبار واپس کر دیتے ہیں اسکا بھی پچھ مضائقہ نہیں آتا
قیمت کا دنیا غصبت خیر اس پر بھی مہر کیا جائے لیکن ایسے
ذہنیت لوگوں کا کیا علاج کہ جو خط و اخبار رب ہضم کئے جاتے
ہیں اور ذکر و کار تک نہیں بیٹے پس ایسے لوگوں کو مطلع کیا جائے
کہ بہت جلد اپنے حساب کا تصفیہ کریں ورنہ اونکی نادہندی
کی کیفیت نام نہان لکھی جائیگی۔

سوالات جواب طلب

- ۱۔ وحدت کی تعریف کیجئے۔
- ۲۔ خدا اپنا سادو سر خدا واحد لا شریک پیدا کر کے
خود بھی وحدہ لا شریک رہ سکتا ہنی۔
- ۳۔ کیا خدا اپنے صفات ذاتی کو صفات غلی کر سکتا ہنی۔

۴۔ کیا خدا کسی وقت سو سکتا ہنی۔

۵۔ خدا ہمارے حال سے کسی وقت غافل ہو سکتا ہنی یا نہیں۔

۶۔ خدا کو جھوٹ بولنے کی قدرت ہنی یا نہیں۔

۷۔ خدا اپنے ذات میں حواہج مخلوق پیدا کر سکتا ہنی جیسے

عورت کا کر لینا وغیرہ۔

۸۔ کیا خدا عالم الغیب ہو کر شیطان ہو سکتا ہنی اسکا جواب

میں سب سے دو۔

۹۔ کیا میں سب سے تقدیر ثابت ہنی یا نہیں اسکا جواب میں

کے آیات سے لکھو۔

۱۰۔ خدا یا پلٹ سکتا ہنی اور یہاں متی کے طرح اپنا چوڑ

روپ بدلنے کا قادر ہے۔

۱۱۔ عیسائی لوگ جب مسیح کو بجای خدا مانتے ہیں تو اسکی

کفارہ کے بھی قائل ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ جب اونکا خدا یعنی

مسیح کفارہ ہوا اور پھانسی دیا گیا جیسے کہ انجیل میں لکھا ہے

تو پھر جہان کا انتظام کونسا خدا کرتا رہا۔ کیا خدا مری بھی سکتا ہے

اوس سوال کا جواب مجیب صاحب ذرا سمجھ کر عطا کریں۔

۱۲۔ نصاریٰ جو تثلیث کے قائل ہیں آیا یہ تثلیث الہوت

میں معنوی ہنی یا لفظی۔

۱۳۔ انجیل جو نصاریٰ کے ماتھ میں ہنی جسکو وہ کلام آسمانی

مانتے ہیں اون کے کلام اللہ ہونے کی کیا دلیل ہنی۔

زیادہ سلام الراقم ایم ایم از پنجاب

مراسلت

مخدوم مکرّم جناب ادیتر صاحب منور محمدی دم غنائم

بعد تسلیم و نیاز کے گذارش ہی کہ مہزون مندرجہ ذیل کو اپنی
پہی اخبار نامہ دار کے کسی گوشہ میں درج فرما کر اس خاکسار کو
لمنون و منت نسراویں۔ و ہو خدا۔

واضح ہو کہ کتاب خروج کے باب دس اول میں بایں مہزون
لکھا ہی کہ خداوند نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں تجھے فرعون کے
لئے خدا بنا دیا اور تیرا بھائی مارون تیرا بیٹا ہو گا اچھی
پس اب جانا چاہئے کہ یہودی لوگ اسپر بھی جناب حضرت موسیٰ
عم کو خدا جانے اور ہمارے بھائی حضرات عیسیٰ باوجود حضرت
عیسیٰ کو دیتے ہیں منصب خدائی کہ جس کو کوئی بتا میں نے
یاج الوقت کی انجیل میں نہ پائی کہ وہ خدا نہیں بخدا نے
جیسا موسیٰ عم کو فرمایا کہ تم خدا سا ہو اسی بھی نہیں اور نہ
حضرت عیسیٰ نے انجیل میں کہیں ایسا فرمایا ہی کہ میں خدا
ہوں یہ فقط عیسائیوں کا ایک اعتقادی مسئلہ ہی بلکہ
حضرت عیسیٰ نے تو انجیل میں بیوں جگہ فرماتے ہیں کہ میں
ابن آدم ہوں پھر دیکھو انجیل متی باب ۱۳ اور سل و ۱۰
میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اذ میں پر کسی کو
اپنا باپ نہ کہو کہ تمہارا باپ ایک ہی جو آسمان پر ہی اور نہ
تم راہ نما کہلاؤ کیونکہ تمہارا راہ نما ایک ہی جو مسیح ہی انتہی
اور دیکھو انجیل یوحنا کی باب ۱۰ اور ۳ لکھا ہی کہ ہمیشہ
کا زندگی یہ ہی کہ وہی جو ہم کو خدا ایک برحق اور یسوع
مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جاننا انتہی

پس ان دونوں مقاموں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خدا
کا ایک رسول نہیں واسطے ہدایت اور نہ

بھیجے گئے نہ خدا تمہیں انہیں مسیح اور نہ کہ حضرت عیسیٰ نے
تو یہ شخصیت کریں کہ لوگوں میں سب مجھے خدا کا رسول جاننا اور
اسی سے تمہاری نجات ہی پھر عیسائیوں کو کیا یہ نہایت
ابدی کم تھی کہ وہ مسیح کو ناحق خدا کہنے لگے کیا اس کہنے سے
مسیح تم پر خوش ہو جائینگے مگر مگر نہ نہیں اور نہ تو تمہارے
اس کہنے سے نجات ابدی تمہیں حاصل ہو دیگی بلکہ اور تم سب
جہنم کے کندے بن گئے دیکھو انجیل متی باب دس سل و
۲۲ میں لکھا ہی نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے
آسمان کی پادشاہت میں داخل ہو گا مگر وہی جو میرے باپ
کی مرضی مطابق جو آسمان پر ہی عمل کرتا ہی انتہی۔

پس ہم مسلمان لوگ جب عیسائیوں کو ان کے کتاب
سے ایسے ایسے فقرے دیکھا دیتے ہیں تو ہم اوقات عیسائی
اور مسکس جواب یوں گھڑتے ہیں کہ یسوع مسیح میں انسانیت
اور الوہیت دونوں موجود تھے اور چونکہ مسیح نے جس
جگہ ایسا فرماتے ہیں کہ میں ابن آدم ہوں اور میں خدا
کا بھیجا ہوا ہوں سو یہاں پر خداوند یسوع نے فقط اپنی
انسانیت کو ظاہر کئے کہتا ہوں میں کہ یہ فقرہ عیسائیوں
کا ہم مسلمان لوگ نہیں سنتے ہیں تا وقتیکہ عیسائی
یہ فقرہ انجیل سے نہ دکھا دیں باقی جب حضرت عیسا نے
تو انجیل میں اپنی انسانیت کا اقرار بار بار کئے اور الوہیت
کا اقرار کہ جس پر عیسائیوں کو نہایت فخر ہے ایسا بھی ندارد
یہ وہی مثال ہی کہ مدعی سکت اور گواہ حقیقت و این
جو کہ اس وقت مجھے ایک شخص لکھا تو یہ یاد آ گیا۔

نقل ہی کہ ایک خراسانی کا گدھا کہو یا گیا اوسنے دوسرے شخص کے گدھے پر اپنا استبدال کر کے چلنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اتنے میں مالک اوسکا دور آیا اور لگا اسباب اوتار کے بھیکے اتنے میں خراسانی جٹانے شور و غل مچانا شروع کیا تب لوگ بہت جمع ہوئے اور وقت اُسے پوچھا گیا کہ تمہارا جالور نہ تھا یا مادہ خراسانی نے کہا ہمارا جالور نہ تھا لوگوں نے کہا تو بس یہ ہوتا رہتا دیکھو یہ مادہ ہی تب خراسانی کہا ان مان میرا گدھا ہی تہوڑا تہوڑا مادہ تھا بہت کچھ اپنا زہ نہ تھا پس ہمارے بھائی عیسائیوں کا بھی یہی حال ہی فقط باقی آئندہ ارقسام الہین مقام کلکتہ

پادری لوئس مموئل صاحب کی رسالہ معراج
مطبوعہ سیف زہد شاہ پور
ریویو

یہ رسالہ بذریعہ ایک دوست کے مجھے پہنچا میں نے تالیف تازہ دیکھ کر بخور مطالعہ کیا پادری صاحب نے اس سال میں بوعلی سینا کی اوس کلام کا ترجمہ کیا ہی جو اوس نے در باب معراج پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کیا ہی اور کہیں کہیں اپنے طرف سے کچھ حاشیہ لگایا ہی۔ اس رسالہ کی آخر میں کسی خوشامدی کا ریویو نظر چڑھا جسے نہایت مبالغہ سے اُسکی تعریف کی گئی اور اوسکو مستحق التیغ قرار دیا گیا اور ایک دوسری تحریر بطور ریویو کے دیکھی جسکی خورسے تین باتوں کی شہادت دی ہی اور اودان کو تسلیم کیا ہی اول ترجمہ کی محنت دوسری ترجمہ کی قیمت

پسری حاشیوں کی وقت اور یہ بھی ظاہر کیا ہی کہ اہل اصناف میری رائے کو قبول فرمائیں یا غلطی پر متنبہ نہ ہوں مجھے اس محرر کی ہمدردی اور مترجم کے خیر خواہی نے اس پر آمادہ کیا کہ میں بھی ان تینوں امور میں اپنی رائے ظاہر کروں اور دونوں صاحبوں کو اودکی غلط سے اطلاع دوں۔ گو مصحح عیب اور مغیر ثواب کی باتیں (گو کیسی ہی صحیح اور مطابق واقعہ کیوں ہوں) نہایت تلخ بلکہ سم قاتل معلوم ہوتی ہیں اور ہرگز پسند خاطر نہیں ہوتیں مگر اہل دانش اوسے نہایت شیریں جلتے ہیں اور انجیا اور تریاق سے زیادہ اوسکی قدر کرتی ہیں۔ اور عام دشمنان کی باتیں (اگرچہ خلاف واقع ہوں) اقد و بنات سے زیادہ پسند آتی ہیں اور خوشامدی کے تعلق آمیز شیریں کلامیہاں دلو نہایت بھاتی ہیں مگر عقلا اوسکو پسند نہیں کرتے اور ایسی حوالہ دہی نہ ہر امین کو باعث ہلاکت ابدی جانتے ہیں۔

لہذا میں دونوں صاحبوں کو محض مترجم امید رکھتا ہوں کہ میری اس اصلاح آمیز تحریر کو محض معارضہ اور مقابلہ پر حمل فرمائیں بلکہ خیر خواہی اور ہمدردی پر محمول کریں اور بخور مطالعہ و اصناف دیکھیں۔

بیان امر اول۔ محنت ترجمہ کا حال یہ ہی کہ کتاب الطہارۃ مجھے دستیاب نہیں ہوئی کہ مقابلہ کر کے صحت اور غلط کا حال بیان کیا جاتا جسوقت میسر آئیگی تو اس امر میں بخوبی رائی دیجائیگی البتہ دستاویز ہے

جس کا وہ مرتبہ تسلیم ضرور ہوتا ہے یہ اپنی مقابلیہ محکوم
 ہوا کہ بہت انتہا پر پہنچ کر جو اس سے مخالفت اور نفرت
 و زیادت رکھتا ہے جس کا بیان کرنا تطویل کا مطالبہ ہے
 جو کوئی شایق ہو مقابلہ کر کے دیکھ لے یہاں اس قدر کہنا
 کافی ہے کہ ترجمہ کا صحیح ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ ترجمہ
 مستحکم کی زبان اور اصطلاحات سے بخوبی واقف ہو اور پھر
 اپنی رائے تسلیم کی ذریعہ سے اس کی اصلی مدعا تک پہنچی اگر
 مترجم ان امور میں سے کسی میں قاصر رہے تو ہرگز ترجمہ صحیح
 اور عمدہ نہیں کر سکتا۔ پادری صاحب ان تینوں امور
 میں قاصر معلوم ہو ہیں اگر زبان سے بخوبی واقف ہوتی تو
 درمخلات ضرور کا ترجمہ فریب و خیالوں کا نکتہ کہان
 خیال اور کہان محض خیال ایک قوت ہے کہ خداوند کریم نے
 اس سے دماغ میں رکھا ہے اور محض وہ شے ہی جس کے لئے یہ
 قوت طرف پڑتی ہے۔ اگر اصطلاحات مستحکم کو بخوبی جانتے
 تو عقل فعال کو عقل انسان یا مثل عقل انسان نہ کہتی اور
 حاشیہ جو صحیح ہم میں ہی تحریر فرماتے اور اگر مستحکم کی
 مدعا اصلی نکتہ پہنچتی تو یہ زبان پر نہ لاتی کہ واقعہ
 معراج اس فیلسوف کی نزدیک ایک خواب و خیال کا
 اظہار ہے جو کوئی ہمیدہ اس کی کلام کو بخوردیکی گاہ گز
 اس کا معترف ہونے کا بلکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ واقعہ
 معراج جو بعض ظاہری سلیفات سے طرف علویات کے
 بیان کیا گیا ہے اس سے مراد سحر و جانی ہے کہ روح
 مطہر نے بوسید روح القدس کی کیا اور وہ اپنی حالت

اصلی سے نہایت مرتبہ اعلیٰ کو پہنچی جیسا کہ انہما کو بتا ہی مگر
 واقعہ یہ ہے کہ بقول سی فیلسوف کی جو کوئی اس میں مجاہدہ کو
 جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو کوئی نہیں جانتا وہ منہ و ہر
 اور اس تاویل کا باعث یہ ہے کہ فلاسفہ و جنہیں اصل
 عقل سمجھا کہتی ہیں اس امر کی قائل ہیں کہ اجسام کا
 اوپر کی طرف جانا اور افلاک میں خرق و التباس ہونا
 محال ہے اور چونکہ یہ فیلسوف بھی انہیں کا ہم مشرب ہی
 اس وجہ سے اسکا انکار کرتے ہیں اور غلط فہمی کو
 نہیں مانتا پس پادری صاحب اس کی بنیاد اور باعث
 تاویل ملاحظہ کریں کہ کسی غلط اور بیہودہ پس ایسی تاویل
 کو قیاس کرنا چاہئے یہاں ایک امر قابل اظہار یہ ہے
 کہ قصہ معراج پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح
 پر مشہور ہے کوئی ایسا امر نہیں جس پر ثبوت ثبوت موقوف
 ہو یا اس کی عدم ثبوت سے حضرت کی شان و شوکت اور
 علوم مرتبت میں کچھ فرق آجای جیسا کہ حضرت مسیح کی شان
 پر جا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھتی ہے اگر کوئی فیلسوف
 منکر ہو اور مضمون انجیل میں تاویل کرے اور اسکا پر
 جانے اور خدا کی داہنے طرف بیٹھنے سے مراد رفعت مرتبہ
 اور قرب خدا کی جو کہ ہر نبی بلکہ عارف باللہ کو علی حسب مراتب
 ہوتا ہے تو حضرت مسیح کے شان میں کسی طرح کا فرق
 اصل دانش کے نزدیک نہیں آسکتا اسی طرح قصہ معراج
 کو خیال کرنا چاہئے پس پادری صاحب کا یہ سمجھنا کہ ثبوت
 کی معاملات کا اسی پر فیصلہ ہی محض خیال خام ہے۔

اب میں اسی وجہ سے نفس قصہ کی ثبوت اور عدم ثبوت سے بحث نہیں کرتا اور اس میں بھی گفتگو نہیں کرتا کہ اسی فیلسوف کی تاویل فی نفسہ قابل التفات ہی یا نہیں اور اس تحقیق سے بھی درگزر کرتا ہوں کہ اس فیلسوف کسی علم بالشد کی تہذیب سے اس تاویل سے رجوع کیا یا آخر وقت تک اسی پر قائم رہا بشرط فرست کسی دوسرے مقام پر اس کی بحث کیجائیگی اس مقام پر صرف پادری صاحب کی نتائج افکار کی جانچ منظور ہی اور او کی قابلیت اور حواشی کی محنت و ستم کا اظہار نظر ہی۔

بیان امر دوم۔ پادری صاحب کی لیاقت علمی میں میں بخوبی راضی نہیں دے سکتا کیونکہ مجھے او کی حالات سے کما حقہ واقفیت نہیں البتہ جعفر اس رسالہ سے او کی قابلیت معلوم ہوتی ہی او کو بیان کرتا ہوں۔ اس ترجمہ سے (اکثر باعانت غیر ہوں) ظاہر ہی کہ پادری صاحب کو متعدد زبانوں میں دخل ہی اور یہہ امر او کی لیاقت و قابلیت میں شمار ہو سکتا ہی مگر جعفر اس میں قصور ہی وہ ہماری بیان سابق اور تقریر لاحق سے عیاں ہے۔ اب میں پادری صاحب کی اقوال و حواشی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور او کی قول کی ابتدا بلفظ پادری اور اپنی تقریر کا عنوان بلفظ مولوی قرار دیتا ہوں۔

پادری اس امر میں تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ ہر ایک تصنیف کا اعتبار او کی مصنف کے اعتقاد پر ہی موافق ہو۔ اہل اسلام فقط اتنی ہی بات کا لحاظ نہیں

کہ کہتی جعفر پادری صاحب نے بیان کی ہی اور بھی چند امور اس کی ساتھ پیش نظر کہتے ہیں اول یہ کہ جس طرح قول مذکور مسلم ہی اسی طرح یہہ مقولہ بھی مسلم کہ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال۔ یعنی قابل قول کی طرف دیکھنا چاہئے کہ کیت ہی قابل قبول ہی یا نہیں فقط اس طرف نہ دیکھنا چاہئے کہ کسی نے کہا ہی دوسری یہہ کہ سو اعدادی عالم الغیب کی جمیع امور میں کوئی خطا سے معصوم نہیں ہر فرد بشر سے خطا ہونا ممکن ہی پس کوئی شخص کیسا ہی معتد کیوں ہوا او کی جمیع اقوال کو قابل اعتماد یقیناً کہہ نہیں سکتے۔

تیسری یہہ کہ مصنف کا اعتماد دو طور سے ہو سکتا ہی ایک کہ جمیع علوم و فنون میں ہو دوسری یہہ کہ بعض میں ہو میں گمان کرتا ہوں کہ صورت اول کی کوئی نظیر جہاں میں ہونوگی البتہ صورت دوم کی نظیر میں بہت ہیں اور یہہ فیلسوف بھی انہیں میں ہی صرف فنون عقلیہ میں قابل اعتماد شمار کیا جاتا ہی اور علوم نقلیہ میں کسی کی نزدیک معتدین میں نہیں گنا جاتا شق ثانی پر مصنفین کے وہی تصنیف قابل اعتماد ہوگی جو اس علم خاص میں ہو جس میں وہ معتد علیہ ہی اور جس علم میں وہ معتد علیہ نہیں اوس میں او کی تصنیف کا وہی حال ہی جو غیر معتد و ان کے تصانیف کا حال ہوتا ہی پادری صاحب کی کوتاہ نظری قابل افسوس ہی کہ امور مذکورہ میں سے کسی کو پیش نظر نہیں رکھا اب اگر ہم بلحاظ امر اول اس

فیلسوف کے تاویل میں نظر کریں اور قابل تامل خیال بنائیں تو اسکا
اعتقاد پادری صاحب کیا مفہد ہو گا اور اگر مقتضای امر ثانی
خطائی فیلسوف کی قائل ہوں تو اسکا اعتبار کیا نفع بخشے گا۔
اور امر سوم سے معلوم ہوا کہ شیخ فیلسوف کا اعتبار علوم نقلیہ
میں کسی اہل اسلام کی نزدیک نہیں بس علم میں اسکا اعتبار
نہیں اور ہمیں اسکو معتد علیہ کہنا اور اس کے قول سے تمسک
کرنا جہل کے سوا اور کیا کہا جائے۔

پادری - اہل اسلام کو اس بات سے بھی انکار نہیں کہ
ان کی متکلمین سے حکامی اسلام بڑے محقق ہیں۔

مولوی - بہت اچھا ہمنے تسلیم کیا مگر یہ فرمائے کہ حکامی
اسلام کون ہیں اور حکم کسے کہتے ہیں کیا حکم آپ اسے
سمجھتے ہیں کہ بیت و ہند سے منظر و مآب خوب جانتا ہو اور
بعقہ فروع ریاضیات اور طبیعیات سے واقف ہو یا تاثیرات
ادویہ ماہر ہو شخص مراصن جسمانی اور معالجات میں بولی
دستگاہ رکھتا ہو یا ہرگز نہیں ہی حکمت اور ہی جزئی
جسکی نشان میں کتاب مقدس یون گویا ہی سن بوت الحکمۃ
فقد اوتی خیر اکثر حکمت وہی ہے کہ جسکی تعلیم حضرت
مسیح کو کی گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں فرماتا ہے
وعلّمہ الکتاب والحکمۃ والتورۃ والانجیل جسکو اسکی تفصیل
دریافت کرنا منظور ہو وہ تفاسیر معتبرہ اور کتب اخلاق
ملاحظہ کرے شیخ کو کسے حکم اسلام قرار دیا ہی امور دینیہ
میں کون اسے محقق اور مستند کہتا ہی پادری صاحب نے
یا تو محض ناواقفی سے یا اپنے رسالہ کا اعتبار بڑھانے کو

ایک امر خلاف واقع بیان کیا ہی اور شخص غیر معتد کو بڑا
معتد سمجھرایا ہے۔

پادری - ہم پیغمبر اسلام کی معراج کی بیان میں حکامی
اسلام کے رائے اور انکی تاویلات تحریر کرتی ہیں۔

مولوی - یہ قول محض خلاف واقع ہی پادری صاحب نے

ایک حکیم اسلام کی بھی راہی و تاویل نہیں بیان کی اور چند
رایوں اور تاویلوں کا تو کیا ذکر ہی البتہ ایک فیلسوف کے

راہی کے بیان کی ہی اور اسکی معصود اصلی کو نہیں سمجھے
ہیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ پادری صاحب ملا محمد حسن کی

کتاب کا بھی حوالہ دیا ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ ملا کوئی
حکیم ہی نہ فیلسوف ایک بدین شخص ہے پھر اسکا قول کس

شمار میں ہی علاوہ برین نکلا کوئی اپنی راہی بیان نہیں کی
بلکہ بطرح اور کافرون اور بی دینوں کی اقوال نقل کی ہیں

اسی طرح اس فیلسوف کا قول بھی نقل کر دیا ہی چنانچہ
عبادت دبستان کی یہ ہے۔ درتاویل معراج پیغمبر حکما

را سخن بسیار است و بہترین تاویلات از حضرت یس
الحکما بو علی سینا است کہ میگوید الہ ایسی خلاف واقع

بات کہنا پادری صاحب کی لیاقت و دیانت سے بعد
معلوم ہوتا ہی اور نہایت تعجب آتا ہی۔

پادری - ہم مسیحی لوگ مدعی علیہ ہیں نہ مدعی جو کوئی مدعی
ہو وہ اپنے دعوے کو لینے نبوت پیغمبر اسلام کو جواب

عدم ثبوت ہی ثابت کرے۔

مولوی - یہ قول بھی صحیح نہیں کیونکہ بہت امور میں سچی

ہن صفا ثبوت تلیث اور اثبات ابن مسیح
جو ملک اعلیٰ میں اہل اسلام کتاب میں تصدیق کر دی
ہیں اور کسی سچی عالم سے اونکا جواب نہیں ہو سکا اور یہ
کہا کہ ثبوت پیغمبر اسلام اثبات ثابت نہیں ہوئی محض
نا انصافی اور نا حق کہشیں ہی ہننے تو ثبوت پیغمبر اسلام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مثل آفتاب یزدی کے دکھا دیا
اب اگر کوئی انگہ بند کرے اور کہی جائے کہ آفتاب میں
نہیں دیکھا دکھا دو دکھا دو اسکا کچھ غلط نہیں قیامت
تک اسے کوئی نہیں دکھا سکتا مگر اس کے نہیکہنے سے آفتاب
کی نفی نہیں ہو سکتی **○** گرنہ بند بروز شہرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ ڈ اگر دلائل اثبات ثبوت دیکھنا
منظور ہی تو اظہار الحق وغیرہ دیکھنے اور بالفعل راقم الحروف
کا ایک رسالہ ترجمہ حجازی خیر طبع میں ہی اوسمیں سے
مختصر اس دعویٰ کا اثبات کیا گیا ہی ملاحظہ فرمایا لیجئے۔
مگر چشم انصاف سے اور پھر جو کچھ شک و شبہ ہو تو
بی تا مل تحریر یا یا تقریر اصراف کرتے لیجئے۔

پادری - اور اوسمیں تو کچھ تکرار و حجت نہیں ہے کہ علما
و حکامی اسلام شروع سے اب تک خداوند مسیح کو روح اللہ
و کلمہ اللہ اور انجیل کو منزل من اللہ مانتے ہیں۔
مولوی - پادری صاحب کی غرض اس قول سے یہ
معلوم ہوتی ہی کہ ہم بالکل سبکدوش ہو جائیں اور با
اثبات اہل اسلام پر و الین کیونکہ اہل اسلام کا دعویٰ
مسیحی تسلیم نہیں کرتے اور مسیحیوں کا دعویٰ اہل اسلام

کہ نہ دیکھ سکتے ہیں گمان کرتا ہوں کہ اگر پادری
صاحب اپنے دل میں غور فرمائیں تو اندر او انصاف
ایسی باتوں کو خیال خام بتائیں گے کیونکہ مسیحی حطرح
حضرت مسیح کی روح اللہ و کلمہ اللہ ہونیکا دعویٰ کرتے
ہیں اور اسکا ہمیشہ علمای اسلام انکار کرتے چلے آئے ہیں
پس اس دعویٰ کا اثبات (جو اثبات نہیں ہوا) عیسائیوں
پر واجب ہے حطرح اہل اسلام پر اپنی دعویٰ کا اثبات
(جو بخوبی کر دیا گیا) واجب تھا اور جس طور کا روح اللہ
اور کلمہ اللہ مسیح کو اہل اسلام کہتی ہیں اگر آپ کو اوی
معنی کا دعویٰ ہی اور آپ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ کو یکساں
سمجھتے ہیں تو ہماری اور آپ کے تقاضہ ہی صاف اقرا
کر دیجئے اور اسی طرح منزل من اللہ مانتے ہیں مگر انجیل
کسے کہتے ہیں ہم اس مجموعہ عہد جدید کو تمام ہرگز انجیل
نہیں کہتے اسکی تحقیق ہننے نیاز نامہ کی جواب میں کی
ہی پس پادری صاحب جو اس مجموعہ عہد جدید کو تمام
منزل من اللہ کہتے ہیں ثابت کریں اس دعویٰ کا اہل اسلام
ہرگز اقرار نہیں کرتے لہذا اسکا ثبوت اونکی ذمہ ہی
اور قطع نظر اسکے اگر پادری صاحب غور کریں تو کیونکہ
اپنی دعویٰ کے اثبات سے بری الذمہ ہو سکتے ہیں کیونکہ
اہل اسلام اگر توریت و انجیل کو منزل من اللہ جانتے
ہیں تو بندہ یو قرآن مجید اور محمد الرسول اللہ صلم جانتے
ہیں اس جاننے کے لئے تو تفسیق قرآن مجید اور محمد رسول
کی ضرورت ہی اور پادری صاحب جو انجیل و توریت کی

دعوت کرتی ہیں اور کلام خدا تعالیٰ بتاتے ہیں تو اسکو
ساتھ ملنے بیس ذریعہ اس واسطے کی بھی کرتی ہیں
پس جس ذریعہ سے پہنچنے کتب آسمانی کی تصدیق کی
تھی وہ ذریعہ پادری صاحب کی نزدیک صحیح نہیں اور
ہم سے اس ذریعہ کو چھوڑنا چاہتے ہیں تو اب اوپر مذکور
ہی کہ اس ذریعہ کو بیان کریں جس سے ان کتابوں کا
منزل من اللہ ہونا ثابت ہو جب تک اس ذریعہ کو بیان
نکریں اور کوئی استدلال قوی معروض بیان میں نہ لائیں
کیونکہ اسکا دعویٰ قابلِ سماعت ہو سکتا ہی ہمارا کتب کا وہ
کو منزل من اللہ ماننا پادری صاحب کو کیا مفید ہو گا جس
قیاس سے ہم نے نتیجہ نکالا تھا اس سے تو وہ غلط بتاتے ہیں
اور جس راہ سے ہم جاتے ہیں اس سے وہ موصل الی المقصود
نہیں کہتے لہذا ان کے ذمہ فرض ہے کہ کوئی قیاس صحیح
بیان کریں اور کوئی سبیل دوسری موصل الی المقصود
بتائیں مگر حذب یا دوسرے کہ یہ امر نہایت دشوار ہے۔
قرآن شریف ہی کے ذریعہ سے انجیل کا منزل من اللہ
ہونابی تکلف ثابت ہو سکتا ہی ورنہ میں بھی کا پورے
موجود ہوں اور پادری صاحب بھی ہیں اس دعویٰ کو
ثابت کریں مصرعہ ہیں میدان ہیں چوگان ہیں گوی
افسوس ہی کہ اہل کتاب بھی عیسائی نہیں نبی حضرت
مسیح کو خداوند کہے عیسائی بنا چاہتے ہیں اور مسیح کی شہادت
کی امید و امین ای بھائیو یہ محض خیال خام ہی یا کرو
کیا خوب حضرت مسیح نے کہا ہی بہتر کے مجھے اس دن

کہیں گے ای خداوند ای خداوند پہنچے تیرے نام سے نبوت نہیں
کی اور تیرے نام سے دیون کو نہیں نکالا اور تیرے نام
سے بہت سی کرامتیں ظاہر نہیں کی تب میں صاف اُنسے
کہوں گا کہ ای بدکار جو سیراپس سے دور ہو میں تمہیں کہی
نہیں جانتا (متی باپ ورس ۲۳ و ۲۴) باقی آئندہ

حکمہ سیما سیما

گرچہ میدان میں یعنی ظاہر میں صلاحات اناطول و باز
گشت عسکر و س و تخیلہ باطوم و مانند اس کے اور بھی بعضے
مسیل موجود ہیں ولیکن سب سے زیادہ لوگوں کی نظر
دقت کو اوستریا کا مسئلہ جو کہ ولایت بوسینا و ہرسک میں
ہو قوع آیا ہی جلب کر رہا۔

ہم اسکو تہنا مسئلہ بوسینہ و ہرسک کہنا مناسب نہیں جانتے
ہیں چونکہ بعضے چیزوں کے معلوم ہوتا ہی کہ اوستریا کی اسی
حرکت تہنا ولایت بوسینہ و ہرسک کے اوپر منحصر نہیں ہے
اوستریا کا کچھ ذمہ سبھی حق نہیں تھا کہ ولایت بوسینہ
و ہرسک میں داخل ہوے۔ ہرچہ بادا باد۔ گرچہ یہ حق
و صلاحیت برلن کی کو نکرس نے ناحق اوستریا کو دیا ہی و
لیکن برلن کی معاہدہ نے اس شرط کو بھی بیان کیا تھا
کہ اس باب میں اوستریا کو لازم یہ ہے کہ دولت عثمانیہ
کے اتفاق سے وہاں داخل ہو۔ باوجود کہ اوستریا نے
شرط مذکور کو کچھ رعایت نہ کیا۔ بلکہ بخلاف خواہش و
رضای دولت عثمانیہ کی ولایت بوسینہ میں داخل ہو کر
کاتنا و مارنا شروع کیا۔